عروۃؒ بن زبیرؓ کے معاصر سیرت نگاری پر اثرات

● حافظ عبدالغفار

عروۃؒ بن زبیر:

نام ونسب:

عروۃ بن زبیر بن العوّام بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب القرشی الاسدی ہے۔(۱) علامہ ذہبیؒ (ت ۷۴۸ھ) نے کچھ اضافے کے ساتھ نام ونسب اس طرح بیان کیا ہے۔

"عروۃ بن زبیر بن العوّام بن أسد بن عبدالعزیٰ بن قصّی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لؤی بن غالب."(۲)

پیدائش:

حضرت عروۃؒ بن زبیرؓ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے سنِ ولادت کے بارے میں محدثین اور مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس بارے میں ابن خلکانؒ (ت ۶۸۱ھ) نے دو اقوال نقل کیے ہیں۔ ایک قول کے مطابق سن پیدائش ۲۲ھ جبکہ دوسرے کے مطابق ۲۹ھ ہے۔ (۳) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (ت ۸۵۲ھ) نے ۲۳ھ نقل کی ہے۔ (۴) ابن العماد الحنبلیؒ (ت ۱۰۸۹ھ) کے نزدیک عروۃؒ کا سن ولادت ۲۹ھ ہے۔ (۵)

ماضی قریب کے معروف محقق ڈاکٹر عبدالعزیز دوری نے حضرت عروۃؒ بن زبیرؓ کے سن پیدائش کے بارے میں اختلافی روایات کا باہم موازنہ کرنے کے بعد ابن حجر عسقلانیؒ کی بیان کردہ روایت کو ترجیح دی اور دلیل کے طور پر وہ روایت بھی نقل کی ہے جس کے مطابق جنگ جمل ۳۲ھ میں لڑی گئی۔ اور اس وقت عروہؒ کی عمر ۱۳ برس تھی۔(۶) اس قول کی تصدیق ابن خیاط (ت ۲۳۰) کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کے مطابق عروۃ بن زبیر عہدِ فاروقیؓ کے اواخر میں ۲۳ ھ کو پیدا ہوئے۔ (۷)

وفات:

عروۃؒ کے سن وفات بارے بھی مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اکثر سوانح نگاروں ابن جریر طبریؒ، (۸) ابن القیم الجوزی، (۹) ابن العماد الحنبلی (۱۰) اور ابن عبدالعزیز الدوری (۱۱) کے نزدیک سب

سے زیادہ قرین قیاس تاریخ وفات ۹۴ھ ہے۔ عروۃؓ بن زبیرؓ ایک جلیل القدر تابعی، محدث، فقیہ، اور مؤرخ تھے۔ابن ہشام نے اس حوالے سے لکھا ہے:

"عروۃ بن زبیر الفقه المحدّث الّذی یروی الکثیر من الاخبار والاحادیث عن النبی وحیاته صدر الاسلام "(۱۲)

عروہؓ بن زبیرؓ کی کتاب:

''مغازی رسول اللہ'' اپنے فن کے اعتبار سے اوّلین تصنیف ہے جسے عروہؓ سے ان کے شاگرد محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل بن الاسود معروف بہ ابوالاسود یتیم عروۃ (ت ۱۳۱ھ) نے روایت کیا ہے۔اس میں دور نبوی کے غزوات وسرایا اور دیگر واقعات کو قران کی روشنی میں، اسناد وانساب کے ساتھ اور مورخانہ اسلوب میں بیان کیا ھے۔مخطوط حالت میں موجود اس کتاب کو ہندوستان کے معروف محقق ڈاکٹر محمد مصطفٰی الاعظمی (پ ۱۹۳۲ء) نے مرتب ومدوّن کر کے ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء کو مکتب التربیۃ العربی لدول الخلیج، الریاض کے تعاون سے سعودی عرب سے شائع کیا۔اس کتاب کا ترجمہ پیش کرنے کا اعزاز ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کلب روڈ، لاہور کو حاصل ہوا جس نے ملک کے معروف عالم مولانا محمد سعید الرحمان علوی کے ذریعہ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۷ء میں منصۂ شہود پر آیا اور اب تک اس کے تین ایڈیشن بغیر ترمیم واضافہ کے شائع ہو چکے ہیں۔

عروۃؓ بن زبیرؓ کی کتاب بنیادی طور پر تین مصادر پر مشتمل ہے:

۱۔ قرآنِ حکیم

۲۔ بالمشافہ روایات یعنی اپنے خاندان، قریبی عزیز واقارب اور دیگر صحابہؓ وابنائے صحابہؓ سے حاصل کردہ روایات

۳۔ تحریری مواد اس میں مختلف مکاتب نبوی، امان نامے اور دیگر دستاویزات شامل ھیں۔

ذیلی سطور میں عروۃ کی اس اہم تالیف کا معاصر کتب سیرت پر اثرات کے اعتبار سے دو شخصیات امام زہری اور موسیٰ بن عقبہ کی کتب مغازی کا جایزہ پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت عروۃ بن زبیرؓ کے معاصر سیرت نگاروں میں ابانؒ بن عثمان، شرحبیل بن سعدؒ، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری اور عاصم بن عمرو قتادہ انصاری زیادہ معروف ہیں۔شرحبیل بن سعد سیرت ومغازی بالخصوص غزوۂ بدر سے متعلق واقعات کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔انہوں نے صحابہ کرامؓ میں سے حضرت زید بن

ثابتؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور ابوسعید خدریؓ سے احادیث لیں۔ سوء حفظ کی وجہ سے محدثین نے ان سے روایت لینے سے احتیاط برتی ہے۔ سیرت ومغازی کے حوالے سے ان کی منتشر روایات کتب سیرت وتاریخ میں موجود ہیں لیکن باقاعدہ مغازی پر ان کی کوئی تالیف موجود نہیں ہے۔ انہوں نے ۱۲۴ ہجری میں وفات پائی۔ (۱۳)

عروۃ کے معاصرین میں ایک اور نمایاں شخصیت ابان بن عثمان بن عفان اموی قرشی المدنی (ت ۱۰۵ھ) ہیں جو مدینہ منورہ کے ابتدائی سیرت نگاروں میں سے ہیں۔ ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی نے زبیر بن بکار کی کتاب الموفقیات کے (۱۴) حوالے سے ابانؒ بن عثمان کی کتاب المغازی سے متعلق مندرجہ ذیل اہم نکات بیان کیے ہیں۔

۱۔　۷۲ھ سے قبل ابانؒ نے سیرت نبوی پر اپنی تالیف مکمل کر لی تھی۔

۲۔　اس میں بیعتِ عقبہ اولیٰ وثانیہ، غزوہ بدر اور دیگر غزوات کا تذکرہ بطور خاص تھا۔

۳۔　ایک ضخیم کتاب تھی جس کو نقل کرنے کے لیے سلیمان بن عبدالملک نے دس رجسٹروں کا اہتمام کیا تھا۔

۴۔　ابانؒ نے اس کتاب میں انصار کے مناقب وفضائل بڑی دیانت داری سے بیان کیے۔ اگرچہ ان کی رائے میں حضرات انصار نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت ان کی کوئی مدد نہ کی۔

کتاب المغازی لابان بن عثمان کے موضوعات عروۃ بن زبیر کی **کتاب المغازی** کے موضوعات سے نہ صرف مماثلت رکھتے ہیں بلکہ اُسلوب تحریر میں بھی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ابانؒ بن عثمان کی کتاب المغازی بدقسمتی سے زیادہ رواج نہ پا سکی جس کی متعدد وجوہات ہیں اور سیرت و تاریخ کی کتبِ متداولہ میں بھی اس کا ذکر موجود نہیں۔ گویا ان کے تلامذہ نے اس کا خاص اہتمام نہیں کیا اور نہ ہی ان کی زندگی میں یہ کتاب شہرت حاصل کر سکی۔ (۱۵)

امام محمد بن مسلم بن شہاب الزہریؒ:

پورا نام محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ الاصغر بن شہاب بن عبداللہ بن حارث بن زہری بن کلاب بن مرّہ ہے۔ (۱۶)

امام زہریؒ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اٹھاون (۵۸) ہجری کو پیدا ہوئے اور ایک سو چالیس (۱۴۰) ہجری میں وفات پائی۔ (۱۷)

امام زہریؒ دورِ اوّل کے سیرت نگاروں میں حضرت عروۃؓ کے معاصرین میں سے ایک نمایاں شخصیت

ہیں۔علماء تابعین میں دینی اور علمی جامعیت میں بے مثال تھے۔انہوں نے فنِ سیرت کو دنیا اور آخرت کا علم قرار دیا۔ان کے بھتیجے محمد بن عبداللہ بن مسلمؒ کا بیان ہے:

"سمعت عن الزهری یقول علم المغازی علم الاخرة والدنیا"(۱۸)

امام زہریؒ کی کتاب المغازی کو ان کے بہت سے شاگردوں نے روایت کیا ہے جن میں موسیٰ بن عقبہ نمایاں ہیں۔یحییٰ بن معینؒ کا قول ہے:

"کتاب موسیٰ بن عقبه عن الزهری من اصحّ الکتب"(۱۹)

امام زہریؒ کی کتاب المغازی مکمل صورت میں دستیاب نہ ہوسکی۔احادیث کے مجموعوں میں 'الزہریات' کے عنوان سے جو کچھ ملتا ہے وہ بعد کے مصنفین نے جمع کیا ہے یا وہ فقرے اور اقتباسات ہیں جو اسلام کی صدر اوّل کی تاریخوں میں منتشر ہیں۔(۲۰)

امام زہریؒ کا اُسلوبِ تحریر:

امام زہری کی نامکمل کتاب المغازی کے اُسلوب کو جوزف ہوروڈوٹس نے اس طرح بیان کیا ہے۔

۱۔زہری اپنی جمع کردہ روایات کو زیادہ تر اسناد کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

۲۔بسا اوقات وہ ایک ہی واقعہ بارے متعدد روایات جمع کرتے ہوئے مجموعی خبر نکال لیتے ہیں اور اسے سب راویوں کی مجموعی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

۳۔مختلف واقعات وغزوات میں حصہ لینے والے افراد کی طرف سے اشعار بھی نقل کرتے ہیں۔(۲۱)

عروۃؓ بن زبیر کے منہج سے مماثلت:

جوزف ہوروڈوٹس کے بیان کردہ منہجِ امام زہریؒ کا حضرت عروہؓ کے اُسلوبِ تحریر سے موازنہ کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ عروہؓ اور زہریؒ دونوں نے اسناد کو بیان کرنے کا خاص اہتمام کیا نیز واقعات کو بیان کرنے کے حوالے سے اشعار وقصائد بھی دونوں کے ہاں منقول ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ عروۃ بن زبیرؓ کی سیرت نگاری کے اُسلوب کو نہ صرف امام زہریؒ بلکہ ان کے بعد آنے والے تمام سیرت نگاروں نے بھی اپنایا۔

کتاب المغازی موسیٰ بن عقبہؒ اسدی مدنی:

امام زہریؒ کی نامکمل کتاب المغازی کو موسیٰ بن عقبہؒ نے زیادہ بہتر انداز میں پیش کیا جس کی وجہ سے محدثین ومؤرخین نے ان کی تحسین کی۔اس لیے موسیٰ بن عقبہؒ کا تذکرہ تفصیل سے پیش کیا جاتا ہے۔

نام ونسب:

موسیٰ بن عقبہ بن ابو عیاش مطرقی اسدی المدنی (۲۲)

پیدائش ووفات:

موسیٰ بن عقبہ غالباً ۵۵ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔(۲۳) اور ۱۴۱ھ میں بنوامیہ کے زوال کے دس سال بعد وفات پائی۔(۲۴)

خاندان:

موسیٰ بن عقبہ صغار تابعین میں سے ہیں(۲۵) آپ کے نانا حضرت زبیرؓ بن عوام کی بیوی ام خالد کے مولیٰ تھے۔(۲۶)

ابن حجر عسقلانیؒ نے واقدیؒ کا قول نقل کیا ہے:

"کان ابراھیم و موسیٰ و محمد بن عقبہ حلقة فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم و کان کلّھم فقھاء و محدثین و کان موسیٰ یفتی"(۲۷)

علمی مقام ومرتبہ:

موسیٰ بن عقبہ محمد بن مسلم بن شہاب الزہریؒ کے تلمیذِ خاص اور ان کی کتاب المغازی کے راوی ہیں۔ عقبہ مدینہ کے دوسرے دور کے مدنی مصنفین میں پہلے سیرت نگار ہیں جو فنِ سیر ومغازی کے عالم ہونے کی حیثیت سے زیادہ معروف ومشہور ہیں۔

علم وسیرت ومغازی کے حصول میں عقبہؒ نے عبداللہ بن عباسؓ کی کتب سے استفادہ کیا جنہیں ان کے غلام کریب نے ان کے پاس رکھا تھا۔(۲۸)

اس علم میں ایک نمایاں مقام ہی کی وجہ سے مختلف ائمہ ومحدثین نے موسیٰ بن عقبہ کے مناقب بیان کیے ہیں۔امام مالک بن انسؒ اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے:

"علیکم بمغازی موسی بن عقبة فانه ثقة......وفی روایة فانه رجل ثقة طلبها علی کبر السن ولم یکثر کما کثّر غیره"(۲۹)

موسیٰ بن عقبہؒ کا منہج تالیف:

۱۔موسیٰ بن عقبہؒ نے عہدِ رسالتؐ کے حالات وواقعات سے متعلق روایت کی ثقاہت کا بہت زیادہ

اہتمام کیا۔

۲۔واقعات بیان کرنے میں اسناد کا بہت زیادہ التزام کرتے ہیں اوران کے جو اقتباسات محفوظ ہیں ان میں شاید ہی کوئی سند محذوف ہوئی ہو۔(۳۰)

۳۔کم عمر اور بے سمجھ لوگوں سے روایت نہیں لیتے بلکہ پختہ عمر اور پختہ فہم افراد سے روایت لیتے ہیں۔(۳۱)

۴۔موسیٰ بن عقبہؒ واقعات کو ترتیبِ زمانی سے لکھتے ہیں۔(۳۲)

۵۔موسیٰ بن عقبہ کبھی کبھی بطورِ شہادت قصائد واشعار بھی نقل کرتے ہیں لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔(۳۳) موسیٰ نے دستاویزات اور خطوط بھی نقل کیے ہیں مثلاً حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منذر بن ساوی کو خط دے کر بھیجنا۔(۳۴)

۶۔موسیٰ نے بعض فہارس بھی پیش کی ہیں جیسے مہاجرین جنگ بدر کی فہرست،اس حوالے سے ابن حجر عسقلانیؒ نے امام مالکؒ کا قول نقل کیا ہے:

"من كان في كتاب موسى قد شهد بدراً فقد شهدها ومن لم يكن فيه فلم يشهدها"(۳۵)

''موسیٰ کی کتاب میں جس شخص کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ وہ بدر میں موجود تھا تو وہ بدر میں ضرور موجود تھا اور جس کا نام اس میں نہیں ہے وہ وہاں نہیں تھا۔''

۷۔موسیٰ کے سب سے اوّلین راوی ان کے نانا ابوحبیبہ ہیں جن کے حوالے سے انہوں نے ۹۱ ہجری تک کے بعض حوادث نقل کیے ہیں۔(۳۶)

۸۔موسیٰ بن عقبہ نے سب سے زیادہ روایات امام زہریؒ سے لی ہیں۔(۳۷)

محدثین اور مؤرخین نے مغازی موسیٰ بن عقبہ کی بڑی تعریف وتحسین کی ہے۔اس کے اقتباسات سیرت وتاریخ کی اہم کتب میں موجود ہیں۔جیسے الدرر، لابن عبدالبر،**عیون الاثر** ابن سیدالناس،**تاریخ طبری**، **البدایة والنهایة**،ابن کثیر،**مجمع الزوائد** الہیثمی (۳۸)**طبقات ابن سعد** اور دیار بکری کی تاریخ الخمیس۔(۳۹)

مغازی عروہؒ بن زبیر کا مغازی موسیٰ بن عقبہؒ پر اثر:

حضرت عروۃؓ بن زبیرؓ کے بعد جس نے بھی سیرت نگاری پر قلم اُٹھایا وہ ان کی کتاب المغازی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔اس حوالے سے عروۃؓ بن زبیر کی کتاب المغازی بروایت ابوالاسود اور موسیٰ بن عقبہؒ کی

کتاب المغازی میں بیسیوں صفحات پر مشتمل مناسبت یہ واضح کرتی ہے کہ موسیٰ بن عقبہؒ سیرت نگاری کے حوالے سے عروۃ بن زبیر کے منہج سے کس قدر متاثر تھے۔ اگر چہ موسیٰ بن عقبہ کا روایات بارے انحصار امام زہریؒ پر ہے اور موسیٰ نے بالکلیہ زہریؒ پر اعتماد کیا جو درحقیقت عروہؒ پر اعتماد ہے جو امام زہریؒ کے مصدر و منبع ہیں۔(۴۰)

ذیل میں دونوں سیرت نگاروں کی کتب میں موجود مشترک نکات پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انصار سے ملاقات کے ضمن میں ابن اسحاقؒ کی تحقیق کے مطابق چھ خزرجی تھے جب کہ عروہؒ اور موسیٰ بن عقبہؒ دونوں نے لکھا ہے کہ ان کی تعداد آٹھ تھی چھ خزرجی اور دو اوسی۔(۴۱)

۲۔ عروۃؒ اور موسیٰ بن عقبہؒ دونوں نے امام زہریؒ سے اس دوسری بیعت عقبہ کا ذکر نہیں کیا جو ان کے ہاں پہلی ہے اور جس میں بارہ (۱۲) انصاریوں نے بیعت کی تھی۔

۳۔ موسیٰ بن عقبہؒ کے نزدیک جنگ بدر میں چھ مہاجرین اور آٹھ انصار شہید ہوئے۔ ابن لہیعہ کی عروہؒ کے واسطے سے مروی روایت کے مطابق بھی یہی تعداد ہے۔(۴۲)

۴۔ عروہؒ بن زبیر اور موسیٰ بن عقبہؒ دونوں کے نزدیک صلح حدیبیہ کی مدت چار (۴) سال ہے جب کہ دیگر اصحاب سیر کے نزدیک دس (۱۰) سال ہے۔

۵۔ عروۃ اور عقبہ دونوں کے مطابق فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے فرمایا: ''جو شخص ابوسفیانؓ اور حکیمؓ بن حزام کے گھر داخل ہو جائے اسے امان حاصل ہو گی جب کہ عام سیرت نگار صرف ابوسفیانؓ کے گھر کا ذکر کرتے ہیں۔(۴۳)

مذکورہ بالا نکات کے علاوہ اور بہت سے مقامات ہیں جن میں عروہؒ بن زبیرؓ اور موسیٰ بن عقبہؒ کی رائے میں اماکن اور شخصیات کی اعتبار سے اتفاق پایا جاتا ہے۔ محمد مصطفیٰ الاعظمی نے اس حوالے سے سیرت نبوی کے مختلف وقائع کے ضمن میں ستر (۷۰) مقامات بیان کیے ہیں جن میں عروۃؒ و موسیٰ بن عقبہؒ کی رائے ایک ہے۔(۴۴)

حضرت عروۃؒ بن زبیرؓ کے معاصر سیرت نگاری پر اثرات کے ضمن میں ہونے والی اس بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دورِ اول کے تمام سیرت نگاروں نے حضرت عروۃ کے اُسلوبِ سیرت نگاری کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اسے مشعلِ راہ بناتے ہوئے اپنی اپنی کتبِ مغازی تحریر کیں۔

حوالہ جات وحواشی

(۱)　**انساب الاشراف**، البلاذری، احمد بن علی بن جعفر،۵/۳۷، مکتبہ القدس، بیروت،۱۹۳۶ء

(۲)　**سیر اعلام النبلاء**، الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، تحقیق وتخریج، حسان بن عبد الحنان۲/۲۶۷۷، بیت الافکار الدّولیۃ، لبنان،۲۰۰۴ء

(۳)　**وفیات الأعیان و انباءُ بناءِ الزمان**، ابن خلکان،۲/۴۲۱، مکتبہ النھضۃ المصریۃ القاہرۃ،۱۹۴۸ء

(۴)　**تہذیب التہذیب** عسقلانی، ابن حجر،۷/۱۸۰(تحقیق) مصطفیٰ عبد القادر عطاء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت،۱۹۹۴ء

(۵)　**شذرات الذہب فی اخبار من ذھب**، ابن العماد الحنبلی،۱/۱۰۲، دار المیسرۃ، بیروت،۱۹۷۹ء

(۶)　**بحث نشاۃ علم التاریخ عند العرب**، الدکتور، عبد العزیز الدوری، ص۶۲، المطبعۃ الکاثولیکیۃ، بیروت،۱۹۶۰ء

(۷)　**التاریخ لخلیفہ بن خیاط**۱/۱۵۹(تحقیق)، د محمد اکرم ضیاء العمری، دار القلم، دمشق وبیروت،۱۹۷۷ء

(۸)　**تاریخ الامم والملوک**، ابن جریر طبری،۵/۵۴۰، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت،۱۹۹۸ء

(۹)　**صفۃ الصفوۃ**، لِابن القیم الجوزی،۲/۴۸، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدر آباد دکن،۱۳۵۷ھ

(۱۰)　**شذرات الذہب فی اخبار من الذہب**،۱/۱۰۲

(۱۱)　**بحث فی نشاۃ علم التاریخ عند العرب**، ص۶۲

(۱۲)　**السیرۃ النبویۃ لِابن ہشام**، محمد بن عبد الملک بن ہشام،۱/ھ، منشورات مصطفیٰ، قم، ایران، س۔ن

(۱۳)　**الطبقات الکبری**، محمد بن سعد بن منیع الزہری،۵/۱۰۸، دار احیاء العربی بیروت، طبع اولی،۱۹۹۶ء

(۱۴)　**مغازی رسول اللہ لعروۃ بن الزبیر**، ص۲۸ تحقیق وتخریج)، الدکتور محمد مصطفیٰ الاعظمی، المکتب التربیۃ لدول الخلیج، الریاض، ط اولی،۱۹۸۱ء

(۱۵)　**مغازی رسول اللہ لعروۃ بن الزبیر**، ص۲۷

(۱۶)　**الطبقات الکبری**،۵/۲۲۲　　(۱۷)　**الطبقات الکبری**،۵/۲۲۷

(۱۸)　**البدایۃ والنھایۃ**، حافظ عماد الدین ابن کثیر۴/۱۷، حققہ وعلقہ محمد سعید الصاغرجی، محمود عبد القادر الأرناؤط، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، ط اولی،۲۰۰۷ء

(۱۹)　**تہذیب التہذیب**،۱۰/۲۶۲

(۲۰)　**المغازی الاولی ومؤلفھا**، یوسف، ہوروفتس، ص۸۳، حسین نصار (مترجم)، المکتبۃ الخانجی، بالقاہرۃ، ط اولی،۲۰۰۱ء

(۲۱)　**المغازی الاولی ومؤلفھا**، ص۸۳

(۲۲)　**تہذیب التہذیب**،۱۰/۳۲۲　　(۲۳)　**المغازی الأولی، ومؤلفھا**، ص۶۷

(۲۴)　**تہذیب التہذیب**،۱۰/۳۲۲؛ سیر اعلام النبلاء،۶/۱۱۷ ؛**المغازی الأولی ومؤلفھا**، ص۸۶

(۲۵)　**میزان الاعتدال فی نقد الرجال**، محمد بن احمد الذہبی،۶/۵۵۲، (تحقیق)، شیخ علی محمد معوض وشیخ عادل احمد

عبدالموجود، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۵ء

(۲۶) المغازی الأولی ومؤلفھا، ۸۵

(۲۷) تہذیب التہذیب، ۳٦۰/۱۰

(۲۸) تہذیب التہذیب، ۳۲۱/۱۰

(۲۹) تہذیب التہذیب، ۳۲۲/۱۰ ، المغازی الأولی ومؤلفھا، ص ۸٦

(۳۰) المغازی الأولی ومؤلفھا، ص ۸۸

(۳۱) المغازی الأولی ومؤلفھا، ص ۸۸

(۳۲) المغازی الأولی ومؤلفھا، ص ۸۹

(۳۳) تہذیب التہذیب، ۳۲۲/۱۰

(۳۴) سیر اعلام النبلاء، ۱۱٦/٦

(۳۵) تہذیب التہذیب، ۳۲۲/۱۰

(۳٦) المغازلی الأولی ومؤلفھا، ۸۸

(۳۷) المغازلی الأولی ومؤلفھا، ۸۸

(۳۸) مغازی رسول اللہ لعروۃ بن الزبیر، ص ۷۷

(۳۹) المغازلی الأولی ومؤلفھا، ۸۷

(۴۰) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۴۲۹/۱

(۴۱) مغازی رسول اللہ لعروۃ بن الزبیر، ص ۷۷

(۴۲) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۴۲۹/۱

(۴۳) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۴۰۲/۳

(۴۴) مغازی رسول اللہ لعروۃ بن الزبیر، ص ۸۰ تا ۸۷

(

(

1

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(

(